ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

Vol.8. No.4.2025

اردو نظم میں ماحولیاتی تانیثیت

ENVIRONMENTALISM IN URDU NAZM

Dr. Uzma Noreen
Lecturer G.C Women University Sialkot
Azra
PhD Scholar Urdu Department Islamia College University Peshawar
Dr. Syed Azwar Abbas
Lecturer Urdu Department, Hazara University Mansehra

Abstract
This is a new type of criticism called "ecological literary criticism," which aims to correct the current theories of literature and make the study of humanity more socially responsible and complete. It is and its scope is very wide. It is a natural manifestation of the natural world that is connected to the highest values of the individual. This is an example of the inseparable connections and relationships between literature and the environment. Several schools of thought in literary criticism examine linguistics and literature from a specific language. So it seems that, feminist criticism studies and interprets literature from the perspective of the feminine gender, while Marxist criticism includes literature in its narrative from the perspective of the structure and production of social classes. From the perspective of environmental theories, "environmental criticism of literature" seems to discuss literature. Environmental criticism is also called "green criticism", which is also the name of literary studies of the connections and relationships between the individual, thought, and the environment. Which affects the creative and literary interaction of a writer or poet. In this critical attitude, a specific gender perspective is also formed regarding women's rights, while on the other hand, Marxist critical texts and moods awaken the reader to the awareness of the productivity of society, the unfair distribution of wealth, social, economic, classes, and human exploitation. In environmental criticism, by discovering the texts of nature, the representation of the cultural nature is introduced into the text. Through which an attempt is made to understand contemporary attitudes and history is judged only through the cries of history. In which literary concerns, formations, doubts, ambiguities, problems or responses are discussed and the problems of animals, plants, seasons, agriculture, and air pollution are expressed through a literary aesthetic and creative or critical approach.

Key Words: *Environmentalism,* *Ecofeminism, "green criticism", Urdu Nazm, "ecological literary criticism,", feminist criticism, Marxist critical texts, animals, plants, seasons, agriculture, air pollution*

ماحولیاتی تانیثیت یا ایکو فیمنزم میں عورت اور ماحول کا تعلق اہم حیثیت کا حامل ہے۔ عورت کو ماحول میں وہ حصہ نہیں ملا جو ملنا چاہیئے تھا۔ اس کے کردار جو تسلیم نہیں کیا گیا تھا۔ اگرچہ عورتوں نے اپنی مقدور بھر کوششوں سے معاشرتی ترقی میں حصہ لیا اور اس طرح اسے ایک اہم حیثیت دی۔ ان کی یہ کارکردگی کسی بھی حیثیت کی حق دار نہ بن سکی اور نہ ہی اُن کو کوئی پذیرائی مل سکی۔ ماحولیاتی تانیثیت کے دائرہ کار میں تہذیب و تمدن، علاقائی اور جغرافیائی حالات، رہن سہن اور دیگر امور بھی شامل ہیں۔

عورت کے حوالے سے ماحولی تانیثیت کے ابتدائی اثرات ہمیں خواتین کی تحریروں میں مل جاتے ہیں جن میں عورت موضوع بنی ہوئی ہے۔ برصغیر پاک وہند میں خواتین لکھاریوں کی تعداد خاصی تسلی بخش رہی ہے۔ اس حوالے سے امتیاز علی تاج کی والدہ محمدی بیگم نے ابتدائی طور پر لاہور سے

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

ایک رسالہ شائع کیا۔ بعد میں ایک سلسلہ چل پڑا اور اس طرح جب پاکستانی ادب پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں فہمیدہ ریاض اور کشور ناہید کے ہاں نسائی ادب کے اظہار کا موقع ملا۔ ان کے ساتھ ساتھ مزید بھی چند نام ہی نہیں ہیں مگر ان سب خواتین نے معاشرتی حد بندیوں کی وجہ سے کھل کر اظہارِ خیال نہیں کیا۔

جب ہم ماحوالیات تانیثیت کے حوالے سے دیکھتے ہیں تو یہ ضروری ہے کہ اس مادریت کے جذبے اور اس کے گرد پھیلی ہوئی کائنات میں مماثلت پر نظر ڈالتے ہیں۔ اسی کو فیمنزم کہتے ہیں۔ اس حوالے سے ایک اقتباس:

"ایکو فیمنسٹ کا ماننا ہے کہ ادب مردانہ سماج کی نمائندگی کرتا ہے اور خواتین کے تعلق سے افسانوی تصوارت پھیلاتا ہے اور خواتین اور قدرت کی اسٹریوٹائپ منفی شبیہ پیش کرتا ہے جب کہ مردوں کی طاقت، دبدبا اور اختیار کو مستحکم کرتی ہے۔"(۱)

اس کا مطلب یہ ہے کہ ماحولیاتی تانیثیت عورت اور نیچر کے آپس کے ربط کو معاشرتی پیمانے پر رکھتا ہے۔ اسی حوالے سے ایک اور اقتباس:

"ایکو فیمنزم، نسلی، طبقاتی، منفی، جنسی اور جسمانی استحصال کی شدت سے مخالفت کرتا ہے اور تمام ظلم وجبر کے خاتمے کا مطالبہ کرتا ہے۔"(۲)

ایکو فیمنزم مغرب سے درآمد شدہ ہے۔ اب آتے ہیں اردو میں ماحولیاتی تانیثت کی جانب، جو ہمارا مطلوبہ موضوع ہے۔

دراصل ماحولیاتی تانیثیت میں ہر وہ جذبہ اور احساس شامل ہوتا ہے جس کا تعلق عورت اور اس کے گرد و پیش اور فطرت کی عکاسی والے عناصر سے ہوتا ہے۔ عورت اور فطرت میں یہ قدر مشترک ہے کہ دونوں میں فیاضی اور سپردگی ہے۔ یعنی جو خوبی فطرت میں ہے وہ عورت میں بھی ہے۔ اردو میں اس کی اہم مثال وزیر آغا کی نظم "ملاقات" ہے جس میں ماحولیاتی تانیثیت بھرپور انداز میں انگڑائی لیتی ہوئی نظر آتی ہے۔ اس نظم میں وزیر آغا نے دو مختصر لمحوں یعنی "یون چلنے" اور "یون رکنے" کے درمیان اُن لمحوں کی روداد بیان کی ہے جو ایک اگرچہ مختصر ہوتی ہے مگر عام تر معاشرتی پابندیوں سے آزاد ہوتی ہے۔ ایک مختصر سی ملاقات ہو اور اُس میں بھی فیاضی اور سپردگی ہو تو مزہ نہ آئے؟

عورت اس معاشرے میں ایک کش مکش اور دباؤ کی پوزیشن میں رہ رہی ہے اور اگر اُسے "یون چلنے" اور "یون رکنے" کے لمحوں کے درمیان کچھ دیر کے لیے یہ موقع میسر آئے تو وہ اپنا آپ نچھاور کرنے سے نہیں چوکتی۔ وجہ یہ ہے کہ اس کے گرد معاشرتی پابندیوں کی مضبوط دیواریں ہیں جو اُسے ہر پل دباؤ کا شکار رکھتی ہیں۔ ایسے میں لائنیں ملاحظہ ہوں:

"یون چلی
کچھ ہولے ہولے خود سے لجاتی
ہر کھٹکے پر رُک سی جاتی"(۳)

یعنی وہ عورت خود سے لجاتی ہے۔ ہر کھٹکے پر رک جاتی ہے۔ شرماتی ہے کہ کہیں کوئی آنہ جائے۔ اس طرح وہ معاشرتی آداب کے خلاف کچھ کرنے جا رہی ہے۔ وزیر آغا کی ایک اور نظم "نارسائی" میں کچھ ایسا ہوتا ہے کہ ایک عورت اپنے معاملات میں آگے بڑھنے کی کوشش میں ہے۔ عورت کے جذبات کی عکاسی کے لیے بہترین وقت رات کا ہوتا ہے۔ ان جذبات کو وہ دن کے اجالے میں اظہار سے ہزار بار شرمائے گی۔ وجہ یہ ہے کہ معاشرتی اور ثقافتی حد بندیاں اُسے ایسے کرنے سے روکتے ہیں۔ اس کے دل میں ملن کی خواہش انگڑائیاں لیتی رہتی ہیں مگر یہ خواہش اکثر و بیشتر ادھوری اور ناتمام ہی رہتی ہے۔ دیکھیں:

رات بچاری ہر شب یونہی ہوتی ہے تیار
آخر میں اک بھیگا آنچل اور اشکوں کے ہار (۴)

اس شعر سے واضح ہے کہ عورت کو اپنے جذبات کے اظہار میں ہمیشہ سے معاشرتی مسائل اور حد بندیوں نے روکا ہے۔ وہ ہر شب اپنے احساسات کے بوجھ تلے دبی رہتی ہے اور اس طرح وہ جذبات سے سرشاری کی کیفیت میں رہتی ہے مگر آخر میں اس کا آنچل بھیگا ہوتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اشکوں کے اُس کے آنچل کو بھگو دیتے ہیں۔ وزیر آغا کی ایک اور نظم "ایک خواب" ہے۔ جو اگرچہ طویل ہے مگر اُس کا موضوع "ماں" ہے جس کو شاعر اپنی دردمندی،

ہمدردی اور لطیف جذبات پیش کرتے ہوئے شاعر جذبات بیان کر رہا ہے۔ اس ماحول میں تانیثیت کے حوالے سے جو جذبات بیان کیے گئے ہیں ان میں ماں، ممتا، جذبات، احساسات، امنگیں اور لامحدود خواہشات کو پوری تندہی کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ ساتھ معاشرتی دکھ درد، تکالیف، روزگار اور مسائل کو بیان کیا گیا ہے۔ ماں کی آنکھ کا تارا جب مسائل کی دلدل میں اترتا ہے تو ماں کے دل کا کیا حال ہو جاتا ہو گا۔ ان جذبات کو شاعر یوں بیان کرتا ہے:

پھر اک روز
وحشی پرندے کی پہلی جھپٹ مجھ پر نازل ہوئی
آنکھ رونے لگی
اور میں زخم کو چاٹتا
جھیل کے پانیوں میں سسکتا پھرا
آنکھ روتی رہی
ہر جھپٹ پر وہ آنسو کے قطروں میں ڈھل کر
کناروں سے باہر نکل کر بکھرتی رہی (۵)

اس نظم سے یہ بات آشکارا ہو جاتی ہے کہ عورت چاہے جس روپ میں بھی ہو وہ اپنے جذبات کا اظہار چاہتی ہے۔ اگر وہ ماں ہو، بیوی ہو، بیٹی ہو یا کوئی اور رشتہ۔ سب کے اپنے اپنے مخصوص رشتوں کو تقویت پہنچانا چاہتی ہے۔ اسی طرح وزیر آغا کی مزید نظموں "حادثہ"، "ذات کے روگ میں" اور "مڈوائف" بھی ایسی نظمیں ہیں جن میں ماحولیاتی تانیثیت کے حوالے سے مکمل جذبات واحساسات کا اظہار کیا گیا ہے۔ "مڈوائف" سے چند اشعار یہ ہیں:

اور وہ اس کے ریشم ایسے ہاتھوں میں رونے لگتے ہیں
بچھڑی ماں کے
دودھ بھری چھاتی کی خاطر
اک کہرام مچا دیتے ہیں۔
لیکن وہ سنتی ہی کہاں ہے
اپنے بنجر سینے سے چمٹا کر ان کو
پورے زور سے چیختی ہے
تم میرے ہو!
تم میرے ہو! (۶)

ماحولیاتی تانیثیت کے حوالے سے جیلانی کامران بھی خاص اہمیت رکھنے والے شاعر ہیں۔ ان کی شاعری کی فضا میں بھی ایسے عناصر ترکیبی در آتے ہیں جو ایکو فیمنزم کے حوالے سے خاص ہیں۔ ان کی نظم "نام" ایک اہم نظم ہے جس میں انھوں نے دھرتی ماں کو عورت کے روپ میں پیش کر دیا ہے۔ دھرتی کی مثال بھی ماں جیسی ہی ہوتی ہے کیوں کہ ماں بھی پیدا کر کے انسان کو کتنی محبت دیتی ہے۔ اُس کی ہر ضرورت کا خیال رکھتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اپنے جذبات کو کچل کر اپنی اولاد کے لیے ایسی ایسی تکالیف برداشت کرتی ہے الاماں۔ اسی طرح دھرتی بھی ہوتی ہے کہ یہ بھی ایک انسان کو اپنے سینے پر پالتی ہے۔ ریاست ماں ہی ہے نا جو آپ کو عزت دیتی ہے۔ آپ کو روزگار دیتی ہے۔ آپ کے مسائل جیسے صحت، تعلیم اور روزگار کی فکر کرتی ہے۔ آپ کی ان ساری بنیادی سہولیات کا بندوبست کرتی ہے۔ کیوں کہ یہی ساری سہولیات انسان کی اصل ضروریات ہیں۔ باقی تو ضمنی چیزیں ہیں۔ جیلانی کامران لکھتے ہیں کہ اس کے ملک کے خانے میں "ماں" کا نام لکھا جائے۔ کیوں کہ یہی اصل ماں ہے جو ماں کے بعد آپ کو کامیابیاں دیتی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

یوں جب اپنی امی کو دیکھو گی
تمھیں ملک کا نام بھی یاد آتا رہے گا (۷)

اس نظم سے ہمیں "است" یاد آتی ہے جو قدیم مصری معاشرے میں دیوی تھی جو ماں کے روپ میں محبت دینے والی اور قربانی دینے والی تھی۔ اس "است" نے زمین کی دیوی کے روپ میں ظاہر ہو کر ہر طرح کی فصل، اناج، پھول اور درخت اگائے۔

جیلانی کامران کی ایک اور نظم "زلیخا" جو ایک علاقائی نظم ہے جس میں قدیم دور سے لے کر جدید دور میں یہ دکھایا گیا ہے کہ معاشرتی قیود اور ثقافتی اقدار کی وجہ سے "زلیخا" کس قدر مجبور اور لاچار ہے اور وہ اسے اپنے اصل اور حقیقی مقام سے محروم ہے۔ وہ معاشرتی پابندیوں سے اس قدر مجبور ہے کہ اپنے احساسات و جذبات کے لیے کچھ بھی کرنے سے گریزاں نہیں ہے۔ لیکن بس یہ چاہتی ہے کہ میرا محبوب بس میرا ہو۔ ملاحظہ ہو:

کچھ اس طرح اس نے دشت و وادی
بہار و موسم کا خواب دیکھا
کہ جیسے وہ خود بہار ہی کا کوئی پرندہ تھی زندگی میں
اُسے زلیخا کے نام سے جو پکارتے تھے
وہ خود ہوا تھے، ہوا کا موسم تھے، تازگی تھے
وہ جیسے خود ایک تازگی تھے (۸)

یعنی زلیخا کو انھوں نے موسم اور تازگی کا حوالہ بنایا ہے۔ اس طرح انھوں نے زلیخا کو ایک استعارہ بنا دیا ہے جو تازگی ہے۔ زندگی میں کوئی پرندہ ہے، وہ بہار ہے، وہ خود ہوا ہے، وہ خود تازگی ہے اور اس طرح وہ ہر طرح سے ایک تازہ ہوا کا جھونکا ہے جو زندگی میں تازگی لاتا ہے۔

اسی طرح اسی شاعر کی ایک اور نظم "لڑکی اور کبوتر" ہے جس میں عورت کے گھٹن کا ماحول بنا ہوا ہے۔ وہ ایک قیدی کبوتر کی طرح پھڑ پھڑا رہی ہے مگر اس کے پاؤں معاشرتی بندھنوں میں قید ہیں۔ وہ پر اسرار اور گھٹن زدہ ماحول میں قید ہے۔ اس کے گرد مذہب کا مضبوط خول بنایا گیا ہے جس کو پھلانگ کر جانے کا وہ سوچ بھی نہیں سکتی۔ اس گھٹن زدہ ماحول میں وہ بہت تنگ ہے اور بالآخر اپنی زندگی ہار جاتی ہے مگر معاشرتی قید و بند اُسے اپنی مرضی کی زندگی گزارنے پر راضی نہیں ہیں۔ وہ غم اور تکلیف میں زندگی گزار رہی ہے۔ اُس کا اندرونی درد اُسے اندر ہی اندر ختم کر رہا ہے اور بالآخر اُسی کش مکش میں مر جاتی ہے۔ کوئی اس کے ساتھ غم گساری نہیں کر سکتا۔ چاہے اُس کی ماں ہو۔ چاہے بہن ہو۔ چاہے سہیلیاں ہوں، سب اُن معاشرتی پابندیوں کی وجہ سے چپ اور مجبور ہیں۔ ملاحظہ ہو:

نہ کوئی لوٹا، نہ کوئی آیا
سیاہ رنگت کے چاند تارے اُفق پر ابھرے
اُفق پہ ڈوبے
مگر کوئی اُس طرف نہ آیا
جہاں وہ لڑکی
مری پڑی تھی (۹)

اسی طرح اُن کی "بشارت" اور "ایک یتیم لڑکی" بھی انھی جذبات و احساسات سے بھرپور ایسی نظمیں ہیں جو ماحولیاتی تانیثیت کے حوالے سے اہم ہیں اور اس طرح جیلانی کامران نے اس میدان میں اپنا حصہ ڈالا ہے۔

منیر نیازی بھی ایک ایسے شاعر ہیں جنھوں نے ایکو فیمنزم کے حوالے سے کئی ایک شاہ کار نظمیں لکھیں۔ ان کی نظم "ایک لڑکی" ہے جو ہمارے معاشرے کی ایک عورت کے احساسات اور نفسیاتی مسائل کا احاطہ کرتی ہے۔ کیوں کہ ہمارا معاشرہ فادر سری معاشرہ ہے جس میں مرد طاقت ور ہے اور عورت بے چاری چاہتے ہوئے بھی نہ خود کو مکمل طور پر سامنے لا سکتی ہے اور نہ ہی خود کو پوری طرح چھپا سکتی ہے۔ وہ جب مردوں کے معاملہ میں معاشرے میں جاتی ہے تو اُسے قدم قدم پر بے پناہ چیلنجز کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ اُس کی خواہشات اور اُمنگیں ہوتی ہیں وہ وہ حاصل کرنا اُن تک پہنچنا چاہتی ہے۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

Vol.8. No.4.2025

مگر بقول:

ہزروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے مرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے (۱۰)

یہی وجہ ہے کہ عورت چاہنے کے باوجود ان جذبات واحساسات اور خواہشات کے اظہار میں ناکام ہو جاتی ہے ایک تو اس کا شرمیلا پن بھی آڑے آتا ہے دوسری اُس کی حیا سامنے آجاتی ہے۔ تیسراا اس کی ہچکچاہٹ ہوتی ہے جو اُسے آگھیرتی ہے۔ اس طرح وہ ایک غلام کبوتر کی طرح قید رہتی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ کبوتر بھی ایک ایسا جانور ہے جو ایک بار کسی کی قید میں چلا جائے تو پھر اپنی تمام کوشش چھوڑ کر اُس کا غلام بن جاتا ہے۔ یہی مثال عورت کی بھی ہے کہ وہ بھی تمام تر توانائیوں کے باوجود ہمت ہار جاتی ہے اور اس طرح کبوتر بن جاتی ہے۔ اسی نظم سے چند سطریں شعر ملاحظہ ہوں:

ذرااس خود اپنے ہی
جذبوں سے مجبور لڑکی کو دیکھو
جو اک شاخ گل کی طرح
اَن گنت چاہتوں کے جھکولوں کی زد میں
اڑی جارہی ہے (۱۱)

ایک اور نظم "پت جھڑ" میں عورت کے جمالیاتی پہلوؤں اور ماحولیاتی تانیثیت دونوں کو یک جا کر کے پیش کیا گیا ہے۔ ساتھ ساتھ قدرت کے نظاروں کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ اس نظم سے چند شعر یہ ہیں:

وہ دن دور نہیں جب ان پر
پت جھڑ کی رُت چھاجائے گی
کسی اکیلی شام کی چپ میں
گئے دنوں کی یاد آئے گی (۱۲)

اسی طرح ان کی نظموں "پریم کہانی" اور "میں اور صغریٰ" میں بھی کچھ ایسے ہی جذبات واحساسات کا ذکر کر کے ایکوفیمنزم کے حوالے سے اپنی خدمات پیش کی گئی ہیں۔

پروین شاکر کے ہاں بھی معاشرتی ناانصافی اور ناہمواری جیسے مسائل کا ذکر ملتا ہے۔ ان کی نظم "سمندر کی بیٹی" میں اسی گھٹن زدہ معاشرے کا ذکر ملتا ہے۔ ان کے خیال میں گھٹن زدہ ماحول میں روشن خیالی، آزاد فکری روایتی منفرد سوچ پر تکیہ کرنا ناممکنات میں ہیں۔ یہاں عورت اپنی مرضی سے سانس نہیں لے سکتی تو یہ چیزیں تو خام خیالی ہی ہے۔ وہ لکھتی ہیں:

وہ تو تخلیق فطرت تھی
پر خوب صورت سے سنو میں قید کر دی گئی تھی
اور پھر چند لمحوں میں دنیا نے دیکھا
سمندر کی بیٹی، سمندر کی بانہوں میں سمٹی ہوئی تھی (۱۳)

اسی طرح ان کی ایک اور نظم "پررم" میں بھی ماحولیاتی تانیثیت کے حوالے سے بھی منفرد خیالات کا اظہار ملتا ہے۔ نظم "تشکر" بھی ایکوفیمنزم کے حوالے سے اہم ہے۔ "ویسٹ لینڈ" میں دھرتی ماں کی مختلف خصوصیات جیسے آب وہوا، موسم، کھیت کھلیان، مناسب بیج اور دیکھ بھال کا ذکر کیا گیا ہے۔ "خواب بھی کچھ ایسی ہی نظم ہے۔ "فلاور شو"، "رفاقت"، "بائیسویں صلیب"، "ناٹک"، "اختیار کی ایک اور کوشش" اور "ایک شاعرہ کے لیے" جیسی نظموں کے نام ہی سے ظاہر ہے کہ اُن میں ماحولیاتی تانیثیت کے اجزا کا بڑا عمل دخل پایا جاتا ہے۔

آفتاب اقبال شمیم کی نظم "ہم" میں بھی دھرتی کو ماں کی علامت بنا دیا گیا ہے:

ماں سبز اولاد جنتی رہی
نظم بنتی رہی
وہ گوری تو ایسی ہے
جیسے دھوپ کے گلشن میں بہتی ندی کا لُقمہ ہو (۱۴)

ذیشان ساحل کی نظم "محبت" میں ان کے بقول:

لڑکیوں کے لیے
محبت کرنا اتنا ہی مشکل ہے
جتنا درخت کے تنے کی مدد سے
کوئی پہاڑی نالہ پار کرنا (۱۵)

نصیر احمد ناصر کی نظم "تیز ساحل پر جاگتی سمندر عورت" سے چند اشعار یہ ہیں:

اس کی سوچیں
سوچوں سے بھی گہری
اس کی باتیں
باتوں سے بھی گہری (۱۶)

یہی وجہ ہے کہ ماحولیاتی تانیثیت میں عورت اور ماحول کے حوالے سے نظموں میں عورت کے خیالات و جذبات اور اس کے حوالے سے شاعری کی جاتی ہے اور اس طرح اس میدان میں عورتوں کے ساتھ مردوں نے بھی اس میں اپنا حصہ ڈالا ہوا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ ڈاکٹر قاضی عابد،، اردو ادب میں تانیثیت، پورب اکادمی، اسلام آباد، س ن، ص ۲۲
۲۔ نسرین احمد قتیجی، ایکو فیمینزم، اور عصری تانیثی اردو افسانہ، عکس پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۷ء، ص ۲۷
۳۔ وزیر آغا، ملاقات، مشمولہ، شام اور سائے، ایڈیشن اول، جدید ناشرین، لاہور، ۱۹۶۲ء، ص ۳۶
۴۔ وزیر آغا، نارسائی، مشمولہ شام اور سائے، اوراق پبلی کیشنز، سرگودھا، ۱۹۸۶ء، ص ۱۱۱
۵۔ وزیر آغا، نردبان، مکتبہ اردو زبان، لاہور، اول، ۱۹۶۴ء، ص ۳۷
۶۔ وزیر آغا، چنا ہم نے پہاڑی راستہ، www.kibbipoint.blofspot.com
۷۔ جیلانی کامران، اور نظمیں، مشمولہ جیلانی کامران کی نظمیں (کلیات)، فکشن ہاوس لاہور پہلا ایڈیشن، لاہور، ۲۰۰۲ء، ص ۳۱۶
۸۔ جیلانی کامران، چھوٹی بڑی نظمیں، فکشن ہاوس لاہور، لاہور، ۲۰۰۲ء ص ۱۳۲
۹۔ جیلانی کامران، دستاویز، مشمولہ ایضاً، ص ۱۵۳
۱۰۔ اسد اللہ خان غالب، دیوان غالب، فضلی سنز، لاہور، ۲۰۰۵ء، ص ۳۹
۱۱۔ منیر نیازی، تیز ہوا اور تنہا پھول، مشمولہ، کلیات منیر نیازی، مجلس ترقی ادب، لاہور، ۲۰۰۲ء، ص ۲۸۰
۱۲۔ منیر نیازی، پت جھڑ مشمولہ، ایک اور دریا کا سامنا، از مصنف، مجلس ترقی ادب، لاہور، ۱۹۸۱ء، ص ۴۲
۱۳۔ پروین شاکر، سمندر کی بیٹی، مشمولہ، ماہ تمام (کلیات)، علم و عرفان پبلشرز، لاہور، ۲۰۰۵ء، ص ۱۳۶
۱۴۔ آفتاب اقبال شمیم، (گم سمندر۔ فردانژاد)، مشمولہ نادر (کلیات)، پورب اکادمی، اسلام آباد، ص ۷۰۔۷۷۳
۱۵۔ ذیشان ساحل، اپرینا، مشمولہ، ساری نظمیں (کلیات)، پہلی اشاعت، آج کی کتابیں، کراچی، ۲۰۱۱ء، ص ۳۱
۱۶۔ نصیر احمد ناصر، پانی میں گم خواب، اشاعت دوم، سانجھ پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۳ء، ص ۳۶